الهدية السنية

مؤلفہ

علامہ سلیمان بن سحمان نجدی

کا اردو ترجمہ

تحفۂ وہابیہ

مرتبہ

خاکسار اسماعیل غزنوی

امرتسر

مفت

بحکم

جلالۃ الملک

امام عبدالعزیز بن عبدالرحمان آل سعود

ملک الحجاز و نجد و ملحقاتہا

اَیَّدَہُ اللّٰہُ بِنَصْرِہٖ

آفتاب برقی پریس امرتسر میں باہتمام محمد عبداللہ منہاس پرنٹر چھپا
پبلشر:- اسماعیل غزنوی

زکوٰۃ دیتا ہے۔ اور ان ہردو کو واجب نہیں جانتا تو ایسا شخص اجماعاً کافر ہے۔ ہاں اگر ان کا واجب ہونا مانتا ہے۔ لیکن سستی سے نماز چھوڑ دیتا ہے ایسے شخص کے کفر میں علماء کا اختلاف ہے۔ اجماع علماء حجت ہے۔ یہ اجماع ضلالت پر نہیں ہوتا۔ اور جب علماء میں نزاع ہو اُس وقت فیصلہ اللہ و رسول کے کلام سے ہوگا۔ ایک عالم مطلقاً معصوم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بعض باتیں قابل تسلیم ہوتی ہیں بعض نہیں ہوتیں۔ یہ خاصہ رسول کریم کا ہے کہ آنجناب کی ہر بات قابل تسلیم و واجبِ تعمیل ہے۔ دوسرا کوئی شخص اُن کے ساتھ اس مرتبہ میں برابر نہیں ہو سکتا خدا فرماتا ہے: "اپنے تنازعات میں آخری فیصلہ خدا و رسول کا قبول کیا کرو" علماء نے فرمایا کہ بعد از وفاتِ رسول کریم، خدا و رسول کا فیصلہ قرآن و حدیث کو کہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ جس بات میں تمہارا اختلاف ہو جائے۔ اس کا فیصلہ اللہ سے کراؤ۔ خدا نے اس کی مذمت فرمائی جو کتاب اللہ کو چھوڑ کر تنازع کے وقت کسی غیر کو اپنا حکم و منصف بنالے۔ خدا منافقوں کی برائی کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ "ان منافقوں کو جب اللہ و رسول کے احکام کی طرف بلایا جائے تو آپ منافقوں کو آپ سے پھرتا ہوا دیکھتے ہیں"

اس کے بعد معلوم ہو کہ بغیر انکار سستی سے تارک صلوٰۃ کی نسبت علماء کا یہ اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ کے دو قولوں میں سے ایک قول و امام مالکؒ یہ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ اور انہوں نے عبادہ بن صامت کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں مذکور ہے کہ میں نے رسول کریم سے سنا آپ نے فرمایا کہ بندوں پر خدا نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو اُن کو بجا لاوے خدا کا عہد ہے کہ اس کو جنت میں داخل کریگا۔ اور جو ان کو نہ بجا لاوے اس سے خدا کا عہد نہیں اگر چاہے اس کو عذاب کرے یا معافی دیوے۔ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ و شافعیؒ کی ایک رائے و اسحٰق بن راہویہ و عبداللہ بن مبارک و نخعی و حاکم و ایوب سختیانی و ابوداؤد وطیالسی وغیرہ بڑے بڑے ائمہ و تابعین کی یہ رائے ہے کہ ایسا شخص کافر ہے۔ اسحٰق بن راہویہ نے اس کو اجماعی طور پر نقل کیا ہے۔ اس سے شیخ احمد بن حجر ہیتمی نے اپنی کتاب شرح الاربعین و کتاب زواجر عن اقتراف الکبائر میں جمہور صحابہؓ کا قول اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام ابومحمد بن حزم نے فرمایا کہ تمام صحابہ و تابعین تارک الصلوٰۃ کو مطلقاً کافر کہتے تھے۔ اور اُس پر مرتد ہونے کا فتوے لگاتے تھے۔ چنانچہ انہی میں سے جو تارک الصلوٰۃ کو کافر کہتے ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ و عبداللہؓ بن عمرو و عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و معاذ بن جبل و جابر

بن عبداللہ وعبدالرحمٰن بن عوف وابوالدرداء وابوہریرہؓ وغیرہ صحابہ ہیں۔ ان مذکورہ بالا اصحاب کی رائے سے مخالف کسی صحابی کی رائے ہم کو معلوم نہیں۔ اور ان بزرگوں نے مذکورہ بالا حدیث کہ "اگر چاہے تو عذاب کرے اور چاہے تو بخشدے" کا جواب یہ دیا ہے کہ مراد اس سے عدم محافظت علی الصلوٰۃ فی اوقاتہا ہے۔ بر سبیل ان آیات و احادیث کے جو ان کی بابت و ترک کی بابت وارد ہوئی ہیں۔ تارک صلوٰۃ کے کفر پر انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو صحیح مسلم نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ "رسول کریم نے فرمایا کہ آدمی کے شرک وکفر میں ترک صلوٰۃ کا فرق ہے"۔ بریدہ بن خصیب سے روایت ہے کہ اس نے کہا میں نے رسول کریم سے سنا کہ فرماتے تھے "ہمارے اور کفار کے درمیان وعدہ وفرق نماز ہے جس نے نماز ترک کی وہ کافر ہوا"۔ اس کو امام احمد و اہل سنن نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اس کی سند شروط مسلم کے ماتحت ہے۔ رسول کریم کے آزاد کردہ ثوبان سے روایت ہے کہ اُس نے کہا میں نے رسول کریم سے سُنا کہ بندہ اور کفر اور ایمان کے درمیان فرقِ نماز ہے۔ جب نماز ترک کرے وہ مشرک وکافر ہوتا ہے اس کی سند بھی شروط مسلم کے ماتحت صحیح ہے۔ اور عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نبیؐ کریم سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب نے ایکدن نماز کا ذکر فرمایا۔ پس آپ نے فرمایا جو ان نمازوں کی نگہداشت کریگا یہ نمازیں اس کے لئے نور و برہان ہونگی۔ اور قیامت کو باعث نجات ہونگی۔ جو محافظت نہ کرے اس کو نہ نجات نہ برہان اور نہ نور ہوگا۔ قیامت کے دن یہ شخص فرعون وہامان وقارون وابی خلف کے ہمراہ ہوگا۔ اس کو امام احمد وابن حبان و ابوحاتم نے اپنی صحیح کتاب میں نقل کیا ہے۔ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ مجھے رسول کریم نے وصیت فرمائی۔ فرمایا اللہ کے ہمراہ کسی کو شریک نہ کرو اور عمداً نماز نہ چھوڑ۔ جس نے نماز ترک کی پس وہ ملت دین سے خارج ہوا۔ اس کو عبدالرحمٰن بن حاتم نے اپنے سنن میں روایت کیا ہے۔ معاذؓ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا "جسنے عمداً فرض نماز ترک کی خدا اس سے بیزار اور وہ خدا کے ذمہ سے خارج ہے۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ابودرداؓ سے روایت ہے کہ مجھے رسول کریم نے وصیت فرمائی کہ قصداً نماز نہ ترک کروں۔ اور جسنے جان بوجھکر نماز ترک کی اُس سے خدا کا ذمہ دور ہوا۔ اس کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے۔ معاذؓ بن جبل رسول کریم سے یوں روایت فرماتے ہیں کہ آں جناب نے فرمایا تمام کاموں کا سردار اسلام ہے اور ستون اسکا نماز ہے۔ عبداللہ بن شقیق عقیلی سے روایت ہے کہ اصحاب رسول کریم نماز کے سوا اور

کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے تھے۔ اس کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔

ان مذکورہ احادیث و اجماع صحابہ وغیرہ سے ثابت ہوا کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے۔ یہی مذہب جمہور علماء تابعین و تبع تابعین کا ہے۔ سستی سے جو نماز ترک کرے اُس کے قتل کرنے پر سب علماء کا اتفاق ہے۔ مگر امام ابو حنیفہؒ و محمد بن شہاب زہری و داؤد کہتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ مفروضہ کو موت تک قید کیا جائے۔ یا توبہ کرے۔ اور جس شخص نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت فرماتے ہیں "مجھے اُس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے جب تک "لا الٰہ الا اللہ" نہ پڑھیں جب "لا الٰہ الا اللہ" پڑھیں تو ان کا خون و مال مجھ پر حرام ہو گیا یعنے اب ان کا مارنا و لوٹنا ناروا ہے مگر حقوق اسلام میں خون کا بدلہ لیا جائیگا" یہ استدلال ان کا درست نہیں۔ اس لئے کہ یہ حجت ان لوگوں کی ہے جو تارک صلوٰۃ کے قتل کے قائل ہیں۔ چنانچہ اس کا بیان آئندہ آئیگا۔ جمہور نے تارک صلوٰۃ کے قتل پر کتاب و سنت سے استدلال کیا ہے۔ کتاب اللہ کی دلیل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے مشرک جہاں ملیں انکو قتل کر دو۔ یہاں تک کہ خدا فرماتا ہے اگر یہ لوگ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کو معاف کر دو۔ چھوڑنے کی ایک شرط شرک سے توبہ کرنا ہے۔ دوم نماز۔ سوم زکوٰۃ جب یہ تینوں امور موجود نہ ہوں تو ان کے قتل سے رُک نہیں سکتے۔ اور نہ انکو چھوڑا جا سکتا ہے۔

ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ جو شخص خاص خدا کی عبادت کرتا ہوا، نماز ادا کرتا ہوا اور زکوٰۃ دیتا ہوا دنیا سے چل بسے خدا اس سے راضی ہو گا۔ انسؓ فرماتے ہیں کہ مختلف باتوں و خیالات کے ظاہر ہونے سے پہلے جو دین خدا کی طرف سے انبیاء لائے اور لوگوں کو پہنچایا وہی دین ہے۔ اس بات کی تصدیق اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ اگر توبہ کریں یعنی بُت پرستی ترک کر دیں اور نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تو اُن کو چھوڑ دو۔ دوسری آیت میں یوں آیا ہے کہ اگر توبہ کریں اور نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ احادیث کی دلیل صحیحین میں ابن عمرو سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا مجھے اُس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم ہے جب تک وہ "لا الٰہ الا اللہ" نہ کہیں۔ جب کہدیں تو ان کا مال بچگیا اور جان محفوظ ہو گئی۔ مگر اسلامی حقوق میں اگر خون کریں تو اُن سے بدلہ لیا جائیگا اور اُن کا حساب خدا کے ساتھ ہے۔

عصمت مال و جان کو شہادتین و نماز و زکوٰۃ سے معلق کیا؛ حضرتؐ نے عمان والوں کو ایک خط بدیں مضمون لکھا کہ "یہ خط محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے عمان والوں کو لکھا جاتا ہے۔ بعد از صلوٰۃ و درود تمکو معلوم ہو کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کرو، زکوٰۃ دو، اور مسجدیں بناؤ

اس کی تصریح کی ہے۔ جب یہ تصریح علمار سے ثابت ہے کہ کسی بستی والوں کا بعض شعائر اسلام مثلاً اذان۔ جماعت۔ نماز عید وغیرہ چھوڑ دینے سے اپر حملہ کرنا اور ان سے جہاد کرنا جائز ہو جاتا ہے تو جو شخص نماز چھوڑ دے وہ توبطریق اولیٰ اس کا مستحق ہے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص لاالٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ کہدے بس اس کے لئے کافی ہے۔ اگرچہ وہ ایسی جماعت یا گروہ سے ہو جو نماز و زکوٰۃ سے منع کرتے ہوں۔ بلکہ بہ تصریح کہتے ہیں کہ اہل بادیہ مسلمان ہیں ہم پر ان کا خون و مال حرام ہے حالانکہ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ نہ تو اذان کہتے ہیں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ بلکہ ان کی ظاہر حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو قیامت کے روز دوبارہ زندہ ہونے کے بھی قائل نہیں ہیں۔ سبحان اللہ! یہ کس قدر جہل اور بیخبری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسول کی کلام اور حدیث شریف کے شارحین کی کلام یہ ہے جس میں ہدایت اس شخص کے لئے ثابت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی۔ اور ہم نے بیان کیا کہ عصمت کی شرط توحید اور نماز پنجوقتہ کا قائم رکھنا۔ زکوٰۃ کا وقت پر ادا کرنا۔ اور جو ان مذکورہ بالا کو بجا نہ لائے وہ شرعی سزا سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مشرکوں کو مارو جہاں ملیں۔ اور ان کو پکڑو اور قید کرو۔ اور ان کو قابو کرنے کیلئے گھات میں بیٹھو۔ اگر وہ توبہ کریں اور نماز زکوٰۃ کو ادا کریں تو ان کو چھوڑ دو۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ خدا کی توحید کی گواہی دیں۔ اور رسالت کا اقرار کریں نماز اور زکوٰۃ کو ادا کریں جب اس کی پابندی کریں تب انہوں نے مجھ سے امان حاصل کیا (مال اور خون میں) دل کا تعلق یعنے اس کا حساب وکتاب اللہ پر ہے۔

تارکِ نماز کے متعلق فقہاء کرام کے اقوال

لیکن فقہار کا کلام ہم بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔ مالکیہ کا قول ہے جن میں شیخ علی الاجہوری مختصر کی شرح میں بیان فرماتے ہیں جس نے فرض کو ترک کیا یعنے ایک پوری رکعت فرض کو ترک کیا جان بوجھکر۔ تو تلوار سے قتل کیا جاوے شرعی حد کو اعتبار سے مشہور قول میں۔ ابن حبیب اور ایک جماعت نے کہا۔ مذہب سے خارج ہے اور کافر ہوگیا۔ اسی کو اختیار کیا ابن عبدالسلام نے۔ اور اذان کی فضیلت میں کہا بازری نے اذان کے دو معنی ہیں۔ ایک

شعار اسلام کا اظہار ہے اور دوسرا معلوم کرنا کہ دارالاسلام ہے وہ فرض کفایہ ہے۔ اہل دہ سے جنگ کیا جاوے تاکہ وہ اس کو قائم کرلیں اگر اپنر غالب آنے سے امام عاجز ہو جائے اور اذان کے ادا کرنے پر راضی نہ ہوں۔ تو اپنر حملہ کیا جاوے۔

اور دوسرا معنے دعا اور نماز کی طرف بلانا اور نماز کا اعلان کرنا (یعنی نماز کیوقت کا) اور ابی نے مسلم کی شرح میں لکھا ہے۔ مشہور ہے کہ اذان اہل شہر پر فرض کفایہ ہے۔ کیونکہ یہ اسلام کا شعار ہے۔ اسی واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اذان نہ سنتے تھے تو اپنر حملہ کرتے تھے۔ اور اگر اذان سنتے تو آپ باز رہتے۔ مصنف نے کہا ہے ان کے ساتھ جنگ کیا جاوی اذان کے ترک پر۔ اور صرف واجبی امور کے ترک پر جنگ نہیں ہے بلکہ عام ہے خواہ امیر مستحب ہو۔ کیونکہ قاضی عیاض سے اس پر تصریح ہے۔ اور مصنف کے قول میں وتر واجب نہیں ہے۔ لہذا علماء نے اختلاف کیا ہے۔ غفلت سے سنتوں کے چھوڑنے میں آیا ان سے جنگ کیا جائے؟ . . . . . سنتوں کے ترک پر ان سے جنگ کرنا اور مجبور کرنا قیام سنت پر صحیح ہے۔ کیونکہ غفلت سے سنتوں کا چھوڑنا ایسا ہے جیسے خود اپنے ہاتھ سے انکو مٹانا؛ اور نماز با جماعت کی فضیلت میں ابن رشید نے کہا ہے مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے اور فی ذاتہ فرض کفایہ اہل شہر پر ہے۔ اگر اس کو ترک کردیں تو ان سے جنگ کیا جاوے۔ جیسے گذر چکا ہے۔ اور دوسرے نے کہا ہے اگر اہل شہر ترک کریں تو ان سے جنگ کیا جاوے۔ اور اہل حارہ پر جبر کیا جاوے۔ انتہے کلام۔

پس ان کے بیانات کو دیکھو اور غور کرو کہ تارک نماز قتل کیا جاوے بالاتفاق عند المالکیہ اور صرف اس کے کفر میں اختلاف کیا ہے۔

ابن حبیب اور ابن عبد السلام کے نزدیک یہ مختار ہے کہ کافر سمجھکر اُسے قتل کیا جاوے پس ان کے کلام کو غور سے دیکھو اس جماعت کے حق میں جو اذان سے روکتی ہے۔ اور جماعت کے قیام سے مساجد میں۔ وہ گروہ قتل کیا جاوے۔ پس کس قدر فرق ہے اس قول میں اور تمہارے قول میں کہ جو شخص فرائض ترک کرے باوجود اس کے وجوب کے اقرار کرنے کے ان سے لڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ توحید کا اقرار کرتے ہیں۔ بہر حال یہ شافعیہ کا قول ہے پس شیخ علامہ احمد بن ہمدان اذرعیؒ نے کتاب قوت المحتاج فی شرح المنہاج میں بیان کیا ہے کہ جسنے نماز کو چھوڑا بیجا لیکہ اس کے وجوب کا منکر ہے وہ بالاجماع کافر ہے اور یہ حجت جاری ہے

ہر اجماعی مسئلہ میں کہ اس سے انکار کیا جاوے۔ جس مسئلہ کا دینی ہونا معلوم ہو اگر غفلت سے ترک کیا تو قتل کیا جاوے حد شرعی سے صحیح قول یا مشہور ہیں۔ بہر حال اُس کا قتل اس واسطے ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مشرکوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں پس انکو چھوڑ دو۔ لہذا اس میں دلیل ہے کہ قتل رفع نہ ہوگا بجز ایمان اور قیام نماز اور ادائے زکوٰۃ۔ جیسے کہ پیچھے صحیحین کی روایت گذر چکی ہے۔ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ :۔ (اس میں چند اشارے ہیں) ان میں ایک یہ ہے کہ اس کے قتل کو ردۃ کہا ہے (مرتد ہے) اور ایک چھوٹی جماعت کے لئے ثابت ہے جن میں منصور تیمی اور ابن خزیمہ ہے۔ اور رونق کی کلام سے ثابت ہے کہ یہ قول پختہ ہے کیونکہ رونق نے کہا ہے کہ جب تارک نماز قتل کیا جاوے تو اس کے مال اور دفن میں علمائے کے نزدیک دو قول ہیں۔ ایک وہ ربیعہ والا ہے جو شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ اُسکا مال غنیمت ہے۔ اور مقبرہ اسلام میں دفن نہ کیا جاوے۔ دوسرا قول جو بازنی نے شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ مال اُس کے وارثوں کو ملیگا۔ اور مقبرہ اسلام میں دفن کیا جاویگا منصور نے اپنی کتاب مستقل میں کہا ہے کہ میں نے ربیعہ سے سوال کیا کہ ہم اس کے مال کو کیا کریں جب اس کو قتل کر دیویں۔ جواب دیا غنیمت ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے۔ روضہ کتاب میں کہا ہے تارک وضو صحیح قول میں قتل کیا جاوے شیخ ابو حامد نے اس کو جزم سے بیان کیا ہے۔ اور بیان میں ہے۔ اگر لباس پر قادر ہو کر ننگے بدن نماز پڑھے یا فریضہ بغیر عذر بیٹھکر ادا کیا تو قتل کیا جاوے۔ یہی حکم تشہد اور اعتدال قومہ اور جلسہ کا ہے۔ اس کو ابن استاذ نے بحر سے نقل کیا ہے۔

پس اگر یہ قول صحیح ہوگیا تو نماز کے ارکان اور شروط کا یہی حکم ہے یعنی اُن کے ترک پر قتل کیا جاوے مگر شرط یہ ہے کہ یہ ارکان اور شروط اجماعی ہوں۔

تیسری دلیل یہ ہے۔ اگر روزے اور زکوٰۃ سے رُک جاوے تو قید کیا جاوے استعمال حلال اشیا سے روکا جائے۔

امام حرمین نے کہا ہے جائز ہے کہ کیا جائے رُکنے والا اُس شے سے جو اسپر باعتبار خواہش نفسانی کے دشوار ہے جیسے کہ نماز سے رُکنے والا ہے پھر اگر انکار کرے تو اس کی گردن اُڑائی جاوے؛

مصنف نے کہا ہے اس کا قتل ایک نماز کے بدلہ میں جائز ہے بشرطیکہ وہ نماز اُس کے وقت سے موخر کر دیوے۔ پس اس کے کلام کو غور سے دیکھو جسنے نماز کو غفلت سے ترک کیا۔ امام ربیعہ نے شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ اس کا مال فے ہے۔ اور اس کو مقبرہ اسلام میں دفن نہ کیا جاوے۔ اور ابی حامد اور صاحب روضہ کے کلام کو غور سے دیکھو تارک وضو کے بارہ میں اور صاحب بیان کی کلام اس کے حق میں جو دانستہ نماز ننگا پڑھے باوجود قدرت کے۔ اور فرائض بلا عذر بیٹھکر ادا کرے وہ قتل کیا جاوے۔ پس کس قدر فرق ہے اُس قول اور اس تمہارے قول میں کہ جسنے توحید لا الٰہ کا اقرار کیا اس کو قتل نہ کیا جاوے کسی طریق اور کسی عذر سے۔ شیخ احمد بن حجر حیتمی نے کہا تحفہ میں تارک نماز میں اگر نماز کو ترک کرے بحالیکہ اس کے فرض کا منکر ہے) بالاجماع کافر ہے۔ یا غفلت سے ترک کیا بحالیکہ اس کے وجود کا معتقد ہے تو قتل کیا جائے از روئے قرآن و حدیث۔ کیونکہ قرآن و حدیث نے شرط مقرر کی ہے قتل و رمقاتلہ کے رکنے سے اسلام اور نماز اور زکوٰۃ کے ادا کی۔ اس لئے کہ زکوٰۃ کا حاصل کرنا امام کو آسان ہے جنگ سے جو ادا کرنے سے انکار کرتے ہیں اور لڑتے ہیں۔ پس یہ جنگ زکوٰۃ کی نسبت اپنے حقیقی معنوں میں ہوگی بخلاف نماز کے جنگ کے۔ کیونکہ نماز کا فعل ممکن نہیں ہے جنگ کے ساتھ۔ کہا شیخ نے نماز جمعہ کے بارہ میں کہا گیا یہ فرض ہے مردوں پر۔ پس واجب ہوگی نماز جمعہ وہاں جسجگہ اس سے شعار الاسلام ظاہر ہو محل میں گاؤں ہو یا اور قصبہ وغیرہ۔

پس اگر شعار اسلامی ظاہر نہو اس طرح پر کہ رک جائیں سب کے سب یا بعض جیسا کہ بڑی قریہ کے اہل محلّہ۔ اگر شعار اسلامی ان کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا ان کے فضل کے بغیر تو ان سے جنگ کیا جاوے۔ ان سے امام یا اس کا نائب جنگ کرے۔ اسلامی شان اور شعار کے اظہار کیلئے اور باب اذان اور اقامت میں کہا ہے کہ سنت ہیں بعضوں نے کہا ہے فرض کفایہ ہے پس اہل بلد اگر دونوں کو چھوڑ دیں یا ایک کو تو اس صورت میں ان سے جنگ کیا جاوے۔ اگر شعار کو ظاہر نہ کریں۔ اور عید کے بارے میں کہا کہ سنت ہے۔ بعضوں نے فرض کفایہ کہا ہے اس پر بھی ان کے تارکین سے جنگ کیا جاوے۔ انتہےٰ کلامہ

اے انسان انکے کلام میں درباره قتل غور کر جو ترک صلوٰۃ غفلت سے کریں۔ پھر غور کر اسکے قول پر کہ آیہ اور حدیث نے شرط لگائی ہے رک جانے میں قتل اور مقاتلہ سے اسلام کی۔ اور نماز کے قیام اور ادائے زکوٰۃ کی ضرور امام ان لوگوں سے زکوٰۃ جنگ سے وصول کرے جو منکر

ہوگئے ہوں اور زکوٰۃ سے اور بغاوت پر آمادہ ہوگئے ہوں۔ اس کے کلام پر غور کر جمعہ کے بارہ میں کہ واجب ہے جہاں شعار اسلامی ظاہر ہوتے کہ گاؤں میں بھی۔ اور ضرور ان سے جنگ کیا جاوے۔ اگر وہ رک جاویں۔ اذان اور اقامت کے بارہ میں بھی غور کر ضرور امام جنگ کرے ان دونوں کے تارک پر یا ایک کے تارک پر۔ باوجود ان کے فرض کفایہ ہونے پر۔ اور غور کر اس کی کلام پر ایک جماعت کے حق میں کہ وہ نماز عیدین سے رک گئے۔ پس کسقدر فرق ہے اس کلام میں اور اس شخص کے کلام میں کہ اہل شہر یا بادیہ جب کلمۂ توحید کا اقرار کریں تو ان کا قتال جائز نہیں ہے اگرچہ نماز نہ پڑھیں اور نہ زکوٰۃ ادا کریں سبحان اللہ کس قدر کھلی جہالت ہے۔

لیکن قول حنابلہ کا پس بیان کیا اقناع میں اور اسکی شرح میں کتاب الصلوٰۃ میں۔ جتنے اسکے وجوب کا انکار کیا۔ تو وہ کافر ہے۔ پس اگر وہ غفلت سے ترک کرے یا سستی سے نہ انکار سے تو اُس کو امام یا اسکا نائب ادا کرنے پر بلائے۔ احتمال ہے کہ اس نے اُس کو کسی عذر سے چھوڑا ہو اور اعتقاد رکھتا ہو اس کے معاف ہونیکا اس عذر سے۔ پس اس کو ڈرائے۔ پھر اگر اس کے پڑھنے سے انکار کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جاوے واجب ہے اُس کا قتل۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاقتلوا المشرکین الخ الیٰ قولہ فان تابوا الخ یعنے اگر توبہ کریں اور نماز وغیرہ پر اہتمام کریں۔ پس جبکہ نماز کو چھوڑ دیا۔ اور نہ شرط فخلوا سبیلہم بجا نہ لایا مباح الدم رہیگا بقولہ۴۔ جس نے جان بوجھکر نماز ترک کی بری ہے اس سے اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کا ذمہ۔ اس کو امام احمد نے مکحول سے روایت کیا۔ اور یہ روایت مرسل جید ہے۔ تین روز تک قبل طلب توبہ قتل نہ کیا جاوے مرتد کی طرح راجحہً۔ اگر توبہ کرے اس کے فعل سے تو بہتر ہے ورنہ اُس کی گردن ماری جاوے تلوار سے۔ کیونکہ حضرت جابرؓ نے نبی صلعم سے روائت فرمائی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کفر اور مرد کے درمیان ترک نماز ہے۔ امام مسلم نے روایت کیا کہا حنابلہ نے اذان اور اقامت کے حق میں اگر ان دونوں کو اہل بلد نے ترک کیا تو ان سے قتل اور جنگ کریں۔ امام یا اس کا نائب حتیٰ کہ وہ دونوں کو قائم کریں۔ کیونکہ یہ دونوں علامات دین ظاہری ہیں۔ پس عید کی نماز کی طرح ان کے ترک پر جنگ کیا جاوے۔ اور نیز جماعت کی نماز میں فرمایا کہ واجب عین ہے اسکے تارک کے قتل کا حکم کیا جاوے۔ جیسے کہ اذان کی بابت ہوا۔ مگر اذان کے ترک پر جنگ ہے اگر سب اہل شہر ترک کریں بخلاف جماعت۔ اس کے ایک کے تارک پر بھی قتل ہے اسکا غیر جماعت کو قائم کریں کیونکہ